منفرد اقبال شناس: پروفیسر ایوب صابر

ضیا تسنیم

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو
ڈاکٹر بی۔آر۔اے۔گرلس، پی، جی، کالج،
فتح پور اتر پردیش

ملخص

"برصغیر کی ایک مایہ ناز شخصیت "علامہ اقبال" کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ اپنی زندگی میں اقبال مشہور و مقبول ہو کر جس وقت ملک کی سرحد کو عبور کر کے عالمی سطح پر اپنی پہچان بنا رہے تھے۔ تو اسی وقت خود ان پر اپنے ملک میں سطحی و فاسق قسم کے الزام لگائے جا رہے تھے۔ ایک طرف اقبال شناسی، اقبال فہمی کی طرف گامزن ہو کر اقبالیات کے نئے شعبے قائم کر رہی تھی۔ تو دوسری طرف اقبال شکنی، اقبال دشمنی کا بازار گرم تھا۔ ایسے حالات میں اقبال پر لگائے گئے الزامات کو ثبوت کے ساتھ مٹانے اور منکرین اقبال کا دفاع کرنے والے کسی رہبر کی اشد ضرورت تھی۔ اس نیک کام کو سرانجام دینے والا نہایت معتبر نام پروفیسر ڈاکٹر ایوب صابر کا ہے۔ جنھوں نے اقبال پر لگائے گئے تمام الزامات کا بڑی خوب صورتی کے ساتھ دفع کیا ہے۔ پروفیسر ایوب صابر (2 جنوری ۱۹۴۰ء) کا تعلق پاکستان سے ہے۔ پروفیسر ایوب صابر کی اقبال شناسی کا آغاز ۱۹۶۲ء سے ہوتا ہے۔ ایم۔اے کے دوران انہوں نے بہ عنوان "پیام اقبال کی اساس" ایک مضمون تحریر کیا۔ جو کہ مجلّہ "کاغان" میں شائع ہوا۔ اس کے بعد ایم۔اے فائنل میں اقبال پر ہی دوسرا مضمون "وحدت وجود اور اقبال" کے عنوان سے شائع کرایا۔ ۱۹۹۱ میں بہ عنوان "اقبال پر معاندانہ کتب کا جائزہ" جیسے معیاری موضوع پر ایم، فل کا مقالہ لکھا۔ اس کے بعد انہوں نے "اقبال کی شخصیت اور فکر و فن پر اعتراضات" کے موضوع پر پی۔ایچ۔ڈی کا تحقیقی مقالہ تحریر کیا۔ چونکہ ان کی ادبی زندگی کا آغاز ۱۹۶۲ء یعنی دوران طالب علمی سے ہو گیا تھا۔ اس لیے تعلیم مکمل کرنے کے

بعد اس سلسلے کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے انہوں نے تقریباً چودہ (۱۴) کتابیں تصنیف وتالیف کیں۔ یہاں اقبالیات سے متعلق کتابوں کا ذکر ناگزیر ہے جن کی تفصیل اس طرح ہے۔

''اقبال دشمنی ایک مطالعہ'' (۱۹۹۳)۔''معترضین اقبال'' (۲۰۰۳)۔''اقبال کی شخصیت پر اعتراضات کا جائزہ'' (۲۰۰۳)۔''اقبال کا اردو کلام وزبان و بیان کے چند مباحث'' (۲۰۰۳)۔اس کتاب کا تیسرا ایڈیشن ۲۰۱۰ء میں بعنوان ''کلام اقبال پر فنی اعتراضات ایک جائزہ'' شائع ہوا۔''اقبال کی فکری تشکیل: اعتراضات اور تاویلات''۔''تصور پاکستان علامہ اقبال پر اعتراضات کا جائزہ'' ۲۰۰۴ء۔''اقبال کے فہم اسلام پر اعتراضات'' ۲۰۱۶ء۔''اقبال کی شخصیت اور فکر وفن پر اعتراضات'' ۲۰۱۸ء (تین جلدیں)۔علاوہ ازیں ''علامہ اقبال کا تصور اجتہاد'' (مجموعہ مقالات) اس کو محمد سہیل عمر کے ساتھ مرتب کیا۔اقبال شناسی کے آگے کی منزل اقبال فہمی ہے۔اور یہاں تک کم لوگ پہنچ پاتے ہیں۔کیوں کہ اس منزل تک پہنچنے میں بہت مشکل دور سے گزرنا پڑتا ہے۔پروفیسر ایوب صابر نے اس منزل کو پانے کے لیے اپنی پروفیسری کی ملازمت سے چار برس قبل سبکدوشی لے لی۔اور اس کے بعد پورے انہاک کے ساتھ اقبال پر لگ گئے۔تمام طرح کے الزامات واعتراضات کا مدلل بحث کے ساتھ مع حوالہ جواب دیا۔اقبال کے تعلق سے معترضین اقبال نے جو غلط بیانیاں کی ہیں پروفیسر ایوب صابر نے اپنی مذکورہ کتب کے ذریعہ ان تمام الزامات کا دلائل کے ساتھ دفاع کیا مثلاً اقبال کو رومان زدہ، شرابی، فکر وعمل میں تضاد کرنے والا، بے عملی کی طرف راغب کرنے والا، بداعمال اور مایوس کن انسان جیسی بے دریغ باتیں اقبال سے منسوب کرکے ان کے مرتبے کو کم کرنے کی جو ناکام کوششیں جاری تھیں پروفیسر ایوب صابر نے اپنی تحقیق وتنقید کے ذریعہ تمام مخالفین اور معترضین اقبال کی نہ صرف اصلاح کی بلکہ اقبال پر عائد تمام اتہام کا معتبر حوالوں سے دفاع کیا ہے۔

☆☆☆

یوں تو اردو ادب میں بہت سارے ادباء وشعراء پیدا ہوئے ہیں۔لیکن ہر کسی کو وہ مقام و مرتبہ حاصل نہیں ہوا، جو علامہ اقبال کو حاصل ہوا۔برصغیر کی ایک مایہ ناز شخصیت ''علامہ اقبال'' کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔اپنی زندگی میں اقبال مشہور ومقبول ہوکر جس وقت ملک کی سرحد کو عبور کرکے عالمی سطح پر اپنی پہچان بنا رہے تھے۔تو اسی وقت خود ان پر اپنے ملک میں سطحی وفاسق قسم کے

الزام لگائے جارہے تھے۔ایک طرف اقبال شناسی،اقبال فہمی کی طرف گامزن ہوکر اقبالیات کے نئے شعبے قائم کررہی تھی۔تو دوسری طرف اقبال شکنی،اقبال دشمنی کا بازار گرم تھا۔ایسے حالات میں اقبال پر لگائے گئے الزامات کو ثبوت کے ساتھ مٹانے اور منکرین اقبال کا دفاع کرنے والے کسی رہبر کی اشد ضرورت تھی۔اس نیک کام کو سرانجام دینے والا نہایت معتبر نام پروفیسر ڈاکٹر ایوب صابر کا ہے۔جنہوں نے اقبال پر لگائے گئے تمام الزامات کا بڑی خوب صورتی کے ساتھ دفع کیا ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر ایوب صابر دور جدید کے قدآور محقق،ادیب اسکالر اور اقبال شناسوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔مطالعہ کرنے سے بات واضح ہوتی ہے کہ وہ''اقبال دشمنی ایک مطالعہ'' کے ذریعے سے اقبال دوستی کے دروازے میں داخل ہوکر اقبال فہمی کی منزل تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے ہیں ۔

پروفیسر ایوب صابر 2 جنوری ۱۹۴۰ء کو پاکستان کے ضلع ایبٹ آباد کے ایک گاؤں موہری میں پیدا ہوئے۔ان کی ابتدائی اور ثانوی تعلیم پاکستان کے مختلف شہروں میں ہوئی۔ ۱۹۶۳ء میں آپ نے گورنمنٹ کالج ایبٹ آباد میں بطور لکچرار تدریسی زندگی کی شروعات کی۔ پروفیسر ایوب صابر کی زندگی کا محور''اردو زبان وادب اور اقبالیات'' ہے۔اقبالیات سے ان کے شغف کا مظاہرہ ان کے ذریعہ سرانجام دئے گئے معیاری اور معتبر کارناموں سے ہوتا ہے۔

پروفیسر ایوب صابر کی اقبال شناسی کا آغاز ۱۹۶۲ء سے ہوتا ہے۔ایم۔اے کے دوران انہوں نے بہ عنوان''پیام اقبال کی اساس''ایک مضمون تحریر کیا۔جو کہ مجلّہ''کاغان''میں شائع ہوا۔ اس کے بعد ایم۔اے فائنل میں اقبال پر ہی دوسرا مضمون''وحدت وجود اور اقبال'' کے عنوان سے شائع کرایا۔۱۹۹۱ء میں بہ عنوان''اقبال پر معاندانہ کتب کا جائزہ'' جیسے معیاری موضوع پر ایم۔فل کا مقالہ لکھا۔اس کے بعد انہوں نے''اقبال کی شخصیت اور فکر وفن پر اعتراضات'' کے موضوع پر پی۔ ایچ۔ڈی کا تحقیقی مقالہ تحریر کیا۔چونکہ ان کی ادبی زندگی کا آغاز ۱۹۶۲ء یعنی دوران طالب علمی سے ہوگیا تھا۔اس لیے تعلیم مکمل کرنے کے بعد اس سلسلے کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے انہوں نے تقریباً چودہ (۱۴) کتابیں تصنیف وتالیف کیں۔یہاں اقبالیات سے متعلق کتابوں کا ذکر ناگزیر ہے جن کی تفصیل اس طرح ہے۔

''اقبال دشمنی ایک مطالعہ'' (۱۹۹۳)۔''معترضین اقبال''(۲۰۰۳)۔''اقبال کی

شخصیت پر اعتراضات کا جائزہ'' (۲۰۰۳)۔''اقبال کا اردو کلام وزبان و بیان کے چند مباحث'' (۲۰۰۳)۔اس کتاب کا تیسرا ایڈیشن ۲۰۱۰ء میں بعنوان''کلام اقبال پر فنی اعتراضات ایک جائزہ'' شائع ہوا۔''اقبال کی فکری تشکیل:اعتراضات اور تاویلات''۔''تصور پاکستان علامہ اقبال پر اعتراضات کا جائزہ''۲۰۰۹ء۔''اقبال کے فہم اسلام پر اعتراضات''۲۰۱۶ء۔''اقبال کی شخصیت اور فکر وفن پر اعتراضات'' ۲۰۱۸ء (تین جلدیں)۔علاوہ ازیں''علامہ اقبال کا تصور اجتہاد'' (مجموعہ مقالات) اس کو محمد سہیل عمر کے ساتھ مرتب کیا۔

اقبال شناسی کے آگے کی منزل اقبال فہمی ہے۔اور یہاں تک کم لوگ پہنچ پاتے ہیں۔ کیوں کہ اس منزل تک پہنچنے میں بہت مشکل دور سے گزرنا پڑتا ہے۔پروفیسر ایوب صابر نے اس منزل کو پانے کے لیے اپنی پروفیسری کی ملازمت سے چار برس قبل سبکدوشی لے لی۔اور اس کے بعد پورے انہماک کے ساتھ اقبال پر لگ گئے۔تمام طرح کے الزامات واعتراضات کا مدلل بحث کے ساتھ مع حوالہ جواب دیا اور ضرورت کے مطابق انھیں رد بھی کیا۔

اقبال پر اعتراضات کا سلسلہ طویل عرصہ پر پھیلا ہے۔کسی کو ان کے فارسی آمیز کلام سے دقت تھی تو کوئی خالص فارسی کلام سے نالاں تھا۔کسی کو ان کے یہاں قواعد کا نقص نظر آتا تھا۔تو کسی نے اقبال کی شخصیت کو ہدف ملامت بنایا۔اقبال اپنی زندگی میں تمام لوگوں کو جواب دیتے رہے۔باوجود اس کے مخالفین کا کاروبار روز بروز بڑھتا گیا۔جس کا مضر نتیجہ یہ ہوا کہ بڑے بڑے اقبال شناس بھی تذبذب کا شکار ہو گئے۔لہٰذا ایسے میں کسی ایسے ماہر اقبال کی از حد ضرورت تھی۔جو کہ پوری یکسوئی اور توجہ سے اس کام کو سر انجام دے۔کام بہت مشکل ترین اور توجہ طلب تھا۔ پروفیسر ایوب صابر نے بصد خلوص اس ذمہ داری کا بیڑا اٹھانے کا فیصلہ لیا۔اور اس کام کو زندگی کے عزیز ترین لمحوں، روز وشب اور برسوں کی قربانی دے کر سر انجام دیا۔جس کے نتیجے میں آج ہمارے سامنے اقبال دشمنی اور اعتراضات کی رد میں صابر کی تقریباً نو (۹) کتابیں موجود ہیں۔

''اقبال دشمنی ایک مطالعہ'' اقبالیات پر ایوب صابر کی پہلی کتاب ہے۔یہ تین حصوں میں منقسم ہے۔جس میں انھوں نے اقبال پر ہونے والے تمام اعتراضات کو رد کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔حصہ اول میں 'اقبال کی شخصیت پر معاندانہ کتب کا جائزہ لیا ہے'۔دوم میں اقبال کی

شاعری پر معاندانہ کتب اور حصہ سوم میں اقبال کے افکار پر معاندانہ کتب کا جائزہ لیا گیا ہے۔انھوں نے اقبال دشمنی پر مبنی کتابوں اور اقبال مخالف لٹریچر کی چھان بین کر کے اقبال دشمنی کے محرکات، رجحانات اور رویوں کا وسیع تر تناظر میں جائزہ لیا ہے۔انھوں نے اپنے ایم۔فل کے مقالے'اقبال پر معاندانہ کتب کا جائزہ' کو نظر ثانی کرنے کے بعد''اقبال دشمنی ایک مطالعہ'' کے عنوان سے شائع کرایا۔کتاب کے پیش لفظ میں رد اقبال میں لکھی گئی کتابوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''خدوخال اقبال'' میں اقبال پر اعتراضات کی بوچھار کی گئی ہے۔''علامہ اقبال اور ان کی پہلی بیوی'' میں اقبال کو ظالم اور غاصب ظاہر کیا گیا ہے۔یہ دونوں کتابیں اقبال کی شخصیت کو منہدم کرنے والی ہیں۔''اقبال کا شاعرانہ زوال'' میں اس طرح کے اعتراضات جمع ہو گئے ہیں۔جو اہل زبان حضرات عام طور پر کیا کرتے تھے۔ مثنوی''سرالاسرار'' اقبال کی مثنوی''اسرار خودی'' کی تردید میں لکھی گئی ہے۔یہ روایتی عجمی تصوف کی ترجمان ہے۔مجنوں گورکھپوری کی کتاب'اقبال کا اجمالی تبصرہ' اشتراکی اہل قلم کی نمائندگی کرتی ہے۔بعض اشتراکیوں نے عجیب وغریب انداز سے اقبال کو منہدم کرنا چاہا ہے۔ان میں علی عباس جلال پوری اور صائب عاصمی شامل ہیں۔صائب عاصمی نے''اقبال قلندر نہیں تھا'' میں اقبال کو معزول کر کے قلندر کے مقام پر کارل مارکس کو فائز کیا ہے۔مکائد اقبال، خارمانہ تبدیلیاں اور 'مودبانہ تبدیلیاں' کتابچے ہیں۔ان کا مختصر جائزہ اس لیے شامل کیا ہے۔تاکہ ایک تنگ نظر اور فرقہ پرست مولوی کا پورا کام سامنے آجائے۔'' (۱)

پروفیسر صابر ایوب نے مذہبی فرقہ وارانہ تعصب رکھنے والے، سیاسی، نظریاتی، مخالفین، علاقائی اور انسانی تعصب رکھنے والے لوگوں کو اقبال دشمن کہا ہے۔اور ان کو شمشیر بے نیام بن کر دنداں شکن جواب دیا ہے۔مخالفین اقبال کی باتوں کو رد کرنے والے اقبال شناسوں کو سراہتے ہوئے پروفیسر ایوب صابر ایک جگہ پر لکھتے ہیں:

> ''اس ضمن میں پروفیسر اسلوب احمد انصاری اور پروفیسر عبدالمغنی کی کاوشیں خاص طور پر اہم اور قابل تحسین ہیں۔اسلوب صاحب کے اپنے مضامین اور

ان کے علمی مجلّے ''نقد ونظر'' نے بھارت میں تنقید اقبال کی راست روی میں اہم
کردار ادا کیا ہے۔ موخر الذکر نے تو کلیم الدین احمد کے جواب میں پوری کتاب
لکھ کر گویا دفاع اقبال کا حق ادا کر دیا ہے۔'' (۲)

اقبال کی ذات اور ان کے کلام پر جو اتہام باندھے گئے، جس طرح ان کا تمسخر اڑایا گیا ان کے سبب پروفیسر ایوب صابر نے ذاتی طور پر ذہنی اور روحانی کرب کو محسوس کیا۔ ان کی شفاف ذہنیت اور وضع داری سے یہ کیسے ممکن ہوسکتا تھا کہ وہ خاموش رہ جاتے۔ لیکن معاندانہ اقبال کا دفاع کرنا جتنا ضروری تھا، اتنا ہی وقت اور توجہ طلب بھی تھا۔ اگر انسان میں عزم وحوصلہ ہو تو کچھ بھی ناممکن نہیں ہے۔ اعتراضات کا رد کرنا گویا کسی سے دشمنی مول لینا ہو۔ اس لیے واقعی یہ کام مشکل تھا لیکن پروفیسر ایوب صابر نے اعتراضات اقبال پر مبنی پورا لٹریچر کھنگال کر اس کی بکھیا بھی ادھیڑ دی۔ ایک دو نہیں بلکہ پوری نو کتابیں لکھ کر ثابت کر دیا کہ کوئی بھی کام ناممکن نہیں۔

اقبال پر اعتراضات کی تعداد اتنی زیادہ بڑھ گئی تھی۔ کہ بڑے بڑے اقبال شناس بھی متاثر ہونے لگے تھے۔ پروفیسر ایوب صابر نے اس ضمن میں بے باک قلم کاری کی اور مخالفین کے دماغ درست کیے۔ ان کی اس کاوش نے اقبال مخالفین کو کٹگھرے میں لاکھڑا کیا۔ جس کے سبب معتبر اقبال شناسوں کا اقبال کے متعلق کانسپٹ کلیئر ہوا۔ ''تنقید زندگی کے لیے اتنی ہی ناگزیر ہے جتنی کہ سانس'' نقوی، پروفیسر نورالحسن (2019) فن تنقید اور اردو تنقید نگاری۔ ص:8، ٹی۔ ایس۔ ایلیٹ کے انداز میں اگر کہا جائے کہ ''معترضین اقبال کی رد کرنا اتنا ہی ناگزیر ہے جتنی کہ سانس'' تو بے جا نہ ہوگا۔ معترضین اقبال کے متعلق پروفیسر ایوب صابر نے جو نکتہ اخذ کیا ہے وہ اس طرح ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''ایک اور بڑا مسئلہ یہ ہے کہ اقبال پر لکھنے والے ان کے ارادت مند مخالفین اقبال
کی مہم جوئی سے اثر قبول کرتے رہے ہیں، چنانچہ بعض غلط فہمیاں اقبالیات کے
طلبہ ہی میں نہیں اساتذہ میں بھی عام ہیں۔ اور بعض ''معتبر اقبال شناس'' بھی ان کا
شکار ہیں۔ اگرچہ مخالفین اقبال میں سے جو شدت پسند ہیں وہ تلملا کر ردِ عمل ظاہر
کریں گے۔ لیکن ان کے غبارے سے ہوا نکل چکی ہے۔ اور امید کی جاسکتی ہے کہ
علامہ اقبال پر لکھنے والے آئندہ مخالفین اقبال کے پروپیگنڈے سے متاثر نہیں

ہوں گے۔ ماہرین اقبال ہی اگر اقبال کی عمدہ و اعلیٰ شخصیت کا ادراک اور فکر اقبال کی صحت و عظمت پر اعتماد نہیں کریں گے۔تو اقبال کی انسانی بصیرت کیوں کر بروئے کار آئے گی'' (۳)

واقعی پروفیسر ڈاکٹر ایوب صابر کی کتابوں کا مطالعہ کرنے سے آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ انھوں نے معتبر حوالوں کے ساتھ دودھ سے پانی الگ کر دیا ہے۔اقبال کی شخصیت کے آگے مخالفین اقبال بونے نظر آتے ہیں۔ان کے کارنامے کے سبب مخالفین اقبال اپنی خطا پر نادم بھی ہوں گے اور سامنا کرنے سے گریز بھی کریں گے۔ پروفیسر ایوب صابر کے قلم نے اقبال کی شخصی، فکری فنّی خصوصیات کو واضح کر کے انہیں مزید معتبر اور مستند بنا دیا ہے۔

پروفیسر ایوب صابر نے اس کتاب میں اہل زبان، روایتی عجمی تصوف کے حامی، مستشرقین، ہندی قوم پرست مسلمان، تنگ نظر اور فرقہ پرست مولوی، اشترا کی اور دہریے، حاسدین، قادیانی، قدیمی اور جدیدی ا،ور متفرق عناوین کے تحت معترضین اقبال کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ لیا ہے۔ساتھ ہی حسب ضرورت ان کے اعتراضات پر ردعمل ظاہر کیا ہے۔ایک جگہ پر پروفیسر ایوب صابر اقبال کے تصور تصوف کے متعلق یوں رقم طراز ہیں:

> ''تصوف تعلیمات اقبال میں رچا بسا ہے۔لیکن آنکھیں بند کر کے، تصوف میں شامل غیر اسلامی عناصر کو وہ صرف قبول ہی نہیں کرتے بلکہ عملی استدلال سے ان کی تردید کرتے ہیں۔۔۔اقبال ایسے تصوف کے خلاف ہیں جو عوام کی قوت عمل کو ضعف کرتا ہے۔حقائق سے آنکھیں بند کرتا ہے اور عوام کو توہمات میں مبتلا کرتا ہے۔ان کی فقر کا سفینہ ''طوفانی'' ہے۔وہ ''سوز مشتاقی'' چاہتے ہیں نہ کہ ''فسانہ ہائے کرامات۔'' (۴)

پروفیسر ایوب صابر کی تنقید گہرا تحقیقی پہلو لیے ہوتی ہے۔وہ جس موضوع پر بحث کرتے ہیں۔اس کی تہہ در تہہ کھولتے ہوئے حقیقت تک پہنچنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔تصوف کے تعلق سے اقبال کے نظریہ سے آپ نے بالکل درست نتائج نکالیں ہیں۔کلام اقبال کی ورق گردانی کرنے پر کہیں بھی بے عمل ہونے کی تعلیم نہیں ملتی۔

پروفیسر ڈاکٹر ایوب صابر نے اپنی کتاب ''اقبال کے فہم اسلام پر اعتراضات''، میں خطبات پر اعتراضات، تصور اجتہاد پر اعتراضات، جمہوریت کے ضمن میں اعتراضات، غیر اسلامی عقائد رجحانات کا الزام، معرکۂ اسرار خودی جیسے اہم موضوع پر لکھ کر اقبال فہمی کی قابل تحسین مثال پیش کی ہے۔

پروفیسر ایوب صابر نے اقبال پر مخالفین کے ذریعہ باندھے گئے ہر اتہام کا دفاع کیا۔ انہوں نے اس کام کے لیے اپنی زندگی کے اہم ترین لمحات کو اقبال شناسی کے لیے وقف کر دیا۔ انہوں نے اقبال پر ایک ضخیم کتاب بعنوان 'اقبال کی شخصیت اور فکر و فن پر اعتراضات ایک مطالعہ' ۲۰۱۸ء میں لکھی۔ اس کام کے لیے ملازمت سے قبل از وقت استعفا دے کر کتاب کی تصنیف کے لیے کام شروع کیا۔ یہ ان کی اقبال سے شدید لگاؤ کی مثال ہے۔ تقریباً 20 برس کی محنت شاقہ کے بعد کتاب مکمل ہوئی۔ مذکورہ کتاب ۲۰۳۳ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ جتنی ضخیم ہے اتنی ہی معتبر اور قابل داد ہے۔ اس میں مصنف نے اقبال کے اعتراضات کے حوالے سے کوئی بھی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا ہے۔ جو بھی موضوع اٹھایا اس کے اصل تک پہنچ کر قارئین کو حقیقت سے روشناس کرنے کی کوشش میں کامیاب ہوتے نظر آتے ہیں۔

''اقبال کی شخصیت اور فکر و فن پر اعتراضات: ایک مطالعہ' جلد اول گیارہ ابواب پر مشتمل ہے۔ اس میں پروفیسر ایوب صابر نے اہل زبان، روایتی عجمی تصوف کے حامی، مستشرقین، مسلکی شدت پسند مولوی، اشتراکی اور دہریے، حاسدین اور طالبان شہرت، قادیانی، قدامت پرست اور مغرب پرست وغیرہ عناوین کے ضمن میں تنقید اقبال کا گہرائی سے جائزہ لیا ہے۔ یوں تو اقبال پر متعدد معیاری تحقیقی و تنقیدی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ لیکن پروفیسر ایوب صابر کی مذکورہ کتاب ثانی نہیں رکھتی۔ پروفیسر ایوب صابر ایک جگہ پر مقام اقبال کا تعین کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں:

> ''عصر حاضر میں اقبال کا مقام منفرد اور بہت بلند ہے۔ جن افراد اور گروہوں نے اقبال کو منہدم کرنے پر ذہنی توانائی صرف کی ہیں انھوں نے نہ صرف اپنے وقت اور اپنے دل و دماغ کو ضائع کیا بلکہ انسانیت کی بھی کوئی خدمت نہیں کی۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ حقیقی انسانی اقدار کو نقصان پہنچانے کی کوشش کے مرتکب ہوئے ہیں۔''(۵)

واقعی اقبال مشرق کا وہ بلند ستارہ ہے۔جس کی چمک مغرب تک پہنچی مخالفین اقبال ان کی چمک کو منہدم کرنا چاہتے تھے۔لیکن پروفیسر ایوب صابر جیسے اقبال فہم یہ کیسے گوارا کر سکتے تھے؟ آخر انھوں نے مخالفین و معترضین کا بے باکی سے جواب دے کر ان تمام کے تمام کا دفاع کر کے مشرق کے ستارے کو مزید چمک دار بنا دیا۔انھوں نے اقبال پر عائد تمام الزامات کو مدلل بحث کے ساتھ رد کیا ہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ جتنی بڑی شخصیت ہوتی ہے۔امتحان بھی اتنے ہی بڑے ہوتے ہیں ایسا ہی کچھ اقبال کے ساتھ ہوا۔ان پر طرح طرح کے الزامات عائد کیے گئے۔ان کے خاندان و نسل پر انگشت نمائی کی گئی۔انھیں شرابی،عشق باز،انگریزوں کا آلۂ کار،قوم پرست،وطن بیزار اور قول و فعل میں تضاد کرنے والا جیسے غیر مہذب الزامات لگائے گئے۔جن کا پروفیسر ایوب صابر نے مدلل بحث کے ساتھ ابطال کیا ہے۔اقبال شکنی کا کام تسلسل سے جاری رہا۔نتیجتاً بڑے بڑے اقبال دوست پر بھی اس کا مضر اثر پڑا۔اور وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے کہ اقبال نشہ آور منشیات کا شوق رکھتے تھے۔اقبال پر شراب نوشی کا الزام لگانے والوں کو جواب دیتے ہوئے کئی واقعات اور احباب کی آرا کو بروے کار لاتے ہوئے پروفیسر ایوب صابر لکھتے ہیں:

''جو صاحبان شراب پیتے ہیں،ان کے بارے میں پکے ثبوت اور وافر شواہد مل جاتے ہیں۔غالب، فیض اور جوش کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔علامہ اقبال کے بارے میں نہ صرف یہ کہ کوئی ثبوت نہیں ملتا۔بلکہ واقفانِ حال اور ان کے احباب نے اس الزام کی صاف صاف تردید کی ہے۔مولوی احمد دین اور نواب ذوالفقار علی خاں نے اقبال پر جو کچھ لکھا ہے۔اس میں شراب نوشی کا ذکر نہیں۔ سردار امراؤ سنگھ ٹیرگل اور خواجہ عبدالوحید شراب نوشی کے الزام کی تردید کرتے ہیں۔اقبال کی ایک بھتیجی کا حلفیہ بیاں ہے کہ ایک ہی گھر میں رہتے ہوئے۔ان کے مشاہدے میں کبھی کوئی ایسا واقعہ نہیں آیا جس سے یہ شبہ ہو سکتا کہ اقبال شراب کا شوق کرتے تھے۔شیخ اعجاز لکھتے ہیں:

''میں اپنے علم اور مشاہدے کی بنا پر وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اقبال پر مے نوشی کا الزام ایک بہتان ہے۔''(۶)

درج بالا حوالوں کے علاوہ اس سے متعلق پروفیسر ایوب صابر مزید شواہد دیتے ہوئے حجاب امتیاز علی تاج کا چشم دید واقعہ بیان کرتے ہیں۔جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اقبال شراب

نوشی نہیں کرتے تھے۔ واقعہ کچھ اس طرح ہے۔ اپنے خطبات کے سلسلے میں علامہ اقبال مدراس گئے تھے۔ وہاں ان کا سب سے بڑے ہوٹل میں استقبال کیا گیا۔ ملک اور بیرون ملک کی بڑی ہستیاں موجود تھیں۔ شراب پیش کی گئی جس پر علامہ اقبال نے کہا کہ میں بالکل نہیں پیتا۔ میں نے کبھی انگلستان میں بھی شراب نہیں لی۔ یہ سن کر آس پاس بیٹھے لوگوں نے خوشی سے تالیاں بجائیں۔

مذکورہ تمام ثبوتوں کے بعد شک کی گنجائش نہیں رہ جاتی۔ اور یہ ثبوت اس بات کے ضامن ہیں۔ کہ اقبال نے کبھی شراب نہیں پی۔ اقبال کے شراب نہ پینے کا اندازہ محض اس بات سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ وہ تلاوت قرآن کرتے وقت زاروقطار رویا کرتے تھے۔ ان کے آنسوؤں سے تر قرآن آج بھی محفوظ ہے۔ ایک معمولی سے معمولی انسان بھی وثوق سے کہہ سکتا ہے کہ جس کے اندر خوف خدا اتنی شدّت سے ہو وہ اللہ کی حکم عدولی کبھی نہیں کر سکتا ہے۔

عبدالمجید سالک کی کتاب 'ذکر اقبال' اقبالیاتی ادب میں اہمیت کی حامل ہے۔ باوجود اس کے انھوں نے اقبال پر فرضی قصے گڑھ کر کئی طرح کے الزام لگائے ہیں۔ مخالفین اقبال نے تو اقبال شکنی میں ہر وہ دعویٰ کیا۔ جو حقائق کے برخلاف تھا۔ اقبال کو رومان زدہ، ان کی فکر و عمل میں تضاد، بے عملی کی طرف راغب کرنے والا، بداعمال اور مایوس کن انسان جیسی بے دریغ باتیں اقبال سے منسوب کی ہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ تباہ حال، مایوس اور پستی کی طرف گامزن قوم کے دل و دماغ میں یقین و امید کی روشنی پیدا کرنے کے لیے اقبال نے زندگی کے آخری سانس تک قوم کی خدمت کی۔ بیماری کے باوجود، قوم اور نسل انسانی کی رہنمائی کرتے رہے۔ ان کے آخری دنوں کی نظم حضرت انسان اس بات کی ضامن ہے۔ آپ خود اندازہ لگائیں ایسا انسان مایوسی کا شکار کیسے ہو سکتا ہے؟ لہٰذا یہ کہنا کہ ان پر ناامیدی کا گہرا سایہ تھا محض غلط بیانی ہے۔

اقبال کو جب سر کا خطاب ملا تو اس کی پرزور مخالفت کی گئی۔ عبدل المجید سالک نے تو باقاعدہ مخالفت میں ایک نظم لکھی۔ جو کہ رسالہ 'زمیندار' میں شائع ہوئی۔ حالانکہ خطاب قبول کرنا وقت کی نزاکت اور سیاسی رخ کے پیش نظر درست فیصلہ تھا۔ جو کہ اقبال کی فہم و ذکاوت کا ضامن ہے۔

اقبال کے مخالفین میں سردار عبدالقیوم، اقبال سنگ، کے۔ ایل۔ گابا، ڈاکٹر سچانند سنہا، ڈاکٹر رستوگی، عبدالمجید سالک اور تنگ نظر مولوی کا کردار پیش پیش رہا ہے۔ پروفیسر ایوب صابر نے

پورے وثوق اور صبر کے ساتھ سب کو درجہ بہ درجہ جوابات دے کر ان کا دفاع کیا۔ اقبال پر قوم پرست ہونے کا الزام لگایا گیا۔ اور ان کی نظم ''ترانۂ ملی'' کو ثبوت کے طور پر پیش کیا گیا۔ جس کے رد میں پروفیسر ایوب صابر یوں رقم طراز ہیں:

> ''اقبال مشرق ومغرب کی شب کو سحر کرنے کے آرزومند ہیں۔ مشرق میں عالم اسلام کے ساتھ ہی اقبال کی نظر ہندوستان پر پڑتی ہے کہ ہند سامراج کا زخم خوردہ تھا۔ وہ ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کو جگانا اور آزادی سے ہم کنار دیکھنا چاہتے ہیں۔''(۷)

درحقیقت اقبال جیسا سیکولر مزاج اور تعصب سے پاک شاعر تاریخ کی ورق گردانی کرنے پر شاذ و نادر ہی نظر آئے گا۔ نظم، ہمالہ، ہندوستانی بچوں کا قومی گیت اور نانک جیسی مشہور زمانہ نظمیں لکھنا اقبال کا کمال ہے۔

اقبال پر قوائد و زبان کے تعلق سے جو اعتراضات کیے گئے۔ اس کے متعلق پروفیسر ایوب صابر کئی شعراء کی مثال دے کر اقبال کے مقام کا تعین کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

> ''اقبال نے نئی تراکیب، نئے محاورے، نئی تلمیحات، نئے اشارات نئی علامات اور نئی اصطلاحات وضع کی ہیں ان سے بدلنے کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح تذکیر وتانیث کے ضمن میں دہلی و لکھنؤ کا فرق واختلاف معلوم ومعروف ہے۔ چنانچہ کسی ایک دبستان کی پیروی کے بجائے اقبال اپنے ذوق کے مطابق ''غار'' یا ''پرہیز'' کو مؤنث کے طور پر لیں، تو اس پر معترض ہونا ناروا ہے۔ انیس نے بلبل کو مذکر باندھا ہے۔ اور غالب و اقبال کے ہاں یہ لفظ مؤنث ہے۔۔۔سب سے زیادہ اہمیت میرؔ، غالب اور اقبالؔ کو ملنی چاہئے۔ جو شاعر جتنا بڑا ہوتا ہے۔ زبان پر اس کے اثرات اتنے ہی زیادہ ہوتے ہیں۔ عبدالرحمٰن بجنوری نے لکھا ہے کہ شیکسپیئر اور غالب کا کام قواعد و زبان کی پابندی نہیں ہے۔۔۔۔ یہ ایک صائب رائے ہے۔ اور اس کا اطلاق اقبال پر بھی ہوتا ہے۔''(۸)

وہ مزید لکھتے ہیں:

''سیماب اکبرآبادی اور عبدالسلام ندوی نے ''پرہیز'' کی تانیث پر اعتراض کیا ہے۔ سیماب کے نزدیک ''فکر'' مؤنث ہے اور ''غار'' مذکر، جب کہ بقول اثر لکھنوی دہلی والے فکر اور سانس کو مذکر بولتے ہیں۔ نور الغات کے مطابق ''غور'' لکھنؤ میں مذکر اور دہلی میں مؤنث ہے۔ مزید برآن جن اشعار میں ''غور'' اور ''نقد'' کو اقبال نے مؤنث استعمال کیا ہے۔ وہ منسوخ کر دئے تھے۔ ڈاکٹر گیان چند کے اپنے بیاں کردہ اصول کے مطابق منسوخ اشعار پر اعتراض نہیں کرنا چاہئے۔''(۹)

ہر ذی شعور پروفیسر ایوب صابر کی اس رائے سے اتفاق کرے گا۔ دراصل شاعری نام ہے آہنگ کا شاعر کا کمال یہ نہیں کہ وہ قواعد کا ماہر ہو۔ بلکہ کمال یہ ہے کہ وہ کتنی بلند فکر رکھتا ہے؟ اقبال نہ صرف شاعر ہیں بلکہ بڑے شاعر ہیں۔ ان کی فکر کی بلندی نے انھیں عالمی سطح پر مشہور و معروف کیا۔ قوم کو راہ راست پر لانے میں ان کا کردار کلیدی رہا ہے۔

اقبال ایسی شخصیت کا نام ہے۔ جن پر غیر جانبدارانہ انداز سے تحقیق وتنقید کی جائے۔ تو وہ عالمی سطح پر بڑے شاعر و مفکر کی صف میں کھڑے دیکھائی دیتے ہیں۔ پروفیسر ایوب صابر کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے یکسوئی اور غیر جانبدارانہ انداز سے اقبال پر تحقیق وتنقید کی۔ انہوں نے ہر اس شخص کی باتوں کا دندان شکن جواب دیا جنہوں نے اقبال پر فاسق اتہام باندھے تھے۔ پروفیسر ایوب صابر نے اقبال کے صاحب زادے آفتاب اقبال کو بھی نہیں بخشہ، اتنا ہی نہیں اقبال شناس کے زمرے میں شمار کیے جانے والے فرزند اقبال، ڈاکٹر جاوید اقبال کی بات جہاں انہیں غلط لگی تو انہیں بھی معاف نہیں کیا۔ انہوں نے نہ صرف معترضین ومخالفین اقبال کی تردید کی۔ بلکہ ایسے اقبال شناسوں کی اصلاح کی جو مخالفین کے ہاتھوں غلط فہمی کا شکار تھے۔ پروفیسر ڈاکٹر ایوب صابر کے متعلق اردو اکادمی کے ڈائریکٹر جنرل، ڈاکٹر راشد حمید یوں رقم طراز ہیں:

''ڈاکٹر ایوب صابر نے تحقیق میں جواب کے بجائے تجربہ اور تحلیل سے کام لیا۔ اور اس میدان میں کامیاب رہے۔ ڈاکٹر ایوب صابر اقبال کے دفاع میں شمشیر برہنہ ہیں۔ لیکن جوش عقیدت میں دانائی اور بینائی کے ساتھ اقبال دشمنوں کو دلیل کے ساتھ جواب دیتے ہیں۔''(۱۰)

اقبال پر لگنے والے الزامات کا سلسلہ آج بھی جاری وساری ہے۔لیکن ڈاکٹر ایوب صابر کی اقبال شناسی وقتی نہیں بلکہ فکر اقبال کے ساتھ انہوں نے زندگی کا لمبا عرصہ گزارا۔وہ شاہراہ اقبال کے ایسے شمشیر بے نیام سپاہی ہیں۔جنہوں نے اقبال پر عائد شدہ ہر اتہام کا تحقیقی جائزہ غیر جانبدارانہ انداز میں لیا۔سر اقبال کی ذات وشخصیت،فکر وفن،فلسفہ ونظریات اور شاعری کے حوالے سے کوئی بھی بہتان ایسا نہیں بچتا جو کہ پروفیسر ایوب صابر کے قلم کی زد میں نہ آیا ہو۔پروفیسر رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ایوب صابر کی اقبال فہمی اور ان کی شخصیت پر نظر ڈالتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

> ''اقبال کی شخصیت اور فکر وفن پر اڑائے جانے والے چھینٹے،پروفیسر ایوب صابر کے لیے ذہنی اذیت اور کرب کا باعث تھے۔ان کی نفاست طبع اور وضع داری سے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ تنقید اقبال کی اس پھوہڑ پن اور بد ہیئتی کو ٹھنڈے پیٹوں برداشت کرتے ہوئے اس پر خاموش رہتے،مگر مخالفین کا جواب دینا جس قدر ضروری تھا۔ اتنا ہی مشکل بھی تھا۔۔۔باعث اطمینان یہ ہے کہ مشکل مرحلے کو جو ایک طرح سے عام مقام عشق بھی ہے،ایوب صابر نے بڑی جرأت اور فرزانگی سے طے کیا ہے۔امید ہے کہ جناب ایوب صابر اپنے جائزے کو توسیع دیتے ہوئے پورے اقبال مخالف لٹریچر کو کھنگالیں گے،اور اس کی فکری گمراہیوں کی نشاندہی کے ساتھ، اس کے نفسیاتی محرکات پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالیں گے۔''(۱۱)

امید و یقین ہے کہ پروفیسر ایوب صابر کی اقبال فہمی،اقبالیات سے تعلق رکھنے والے ناقدین میں ذہنی طور پر تغیر لائے گی۔پروفیسر ایوب صابر شناسان اقبال کے لیے ایک طرف شجر سایہ دار ہیں۔تو دوسری طرف مخالفین اقبال کے لیے شمشیر بے نیام سپاہی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ پروفیسر ایوب صابر کی تحقیق کو معتبر اور معیاری تصور کرتے ہوئے یقیناً مخالفین اقبال بھی اقبال کے متعلق پیش کیے گئے شواہد و دلائل سے اتفاق کریں گے۔اور آئندہ اقبال پر غلط بیانی کرنے سے اجتناب کریں گے۔جس سے اقبالیات کے ضمن میں خوش گوار فضا قائم ہو سکے گی۔

☆☆☆

حوالہ:

۱)۔صابر، پروفیسر ایوب، ۲۰۰۴ء، معترضین اقبال، نئی دلی: انٹرنیشنل بک ہاؤس۔ص ۵
۲)۔صابر، پروفیسر ایوب، طبع اول ۱۹۹۳ء اقبال دشمنی ایک مطالعہ لاہور جنگ پبلشرز ص: ۵
۳)۔صابر، پروفیسر ایوب، ۲۰۰۴ء۔ معترضین اقبال، نئی دہلی: انٹرنیشنل بک ہاؤس، ص ۱۹
۴)۔صابر، پروفیسر ایوب۔ ۲۰۰۴ء۔ معترضین اقبال، نئی دہلی: انٹرنیشنل بک ہاؤس، ص ۱۴
۵)۔صابر، پروفیسر ایوب ۲۰۱۸ء۔ اقبال کی شخصیت اور فکر وفن پر اعتراضات ایک مطالعہ۔ جلد اول۔ ص، ۳۰
۶)۔صابر، پروفیسر ایوب ۲۰۱۸ء۔ اقبال کی شخصیت اور فکر وفن پر اعتراضات ایک مطالعہ جلد اول) لاہور ص: ۹
۷)۔صابر، پروفیسر ایوب ۲۰۱۸ء اقبال کی شخصیت اور فکر وفن پر اعتراضات ایک مطالعہ جلد دوم۔ ص ۴۷)
۸)۔صابر، پروفیسر ایوب، ۲۰۱۸ء۔ اقبال کی شخصیت اور فکر وفن پر اعتراضات: ایک مطالعہ جلد سوم ص: ۱۵۹۶
۹)۔صابر، پروفیسر ایوب، ۲۰۱۸ء۔ اقبال کی شخصیت اور فکر وفن پر اعتراضات: ایک مطالعہ، جلد سوم ص: ۱۵۹۷
۱۰)۔صابر، پروفیسر ایوب، ۲۰۱۸ء۔ اقبال کی شخصیت اور فکر وفن پر اعتراضات: ایک مطالعہ جلد سوم ص: ۱۷۵۴
۱۱)۔صابر، پروفیسر ایوب، (طبع اول: ۱۹۹۳ء۔ اقبال دشمنی ایک مطالعہ، ۔ص ۱۷)